Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
دار التحقیق و دفاع صحابہ
www.sunnilibrary.com

مروجہ ماتم کی نوعیت، اس کے اثبات پر شیعی
دلائل اور ان کے دندان شکن جوابات؛

زنجیر زنی فرطِ محبت کی علامت ہے

تالیف
مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی

سُنی
لائبریری
ادارہ دار التحقیق

دلیل ، دہم

براھین ماتم :

زنجیر زنی فرطِ محبت کی علامت ہے

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ
حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ
(پ۱۲ سورۃ یوسف)

(تفسیر کبیر ص ۲۲۴ جلد پنجم مطبوعہ مصر)

ترجمہ :

پس جب دیکھا انہوں نے اس کو بڑا جانا اور کاٹ ڈالے ہاتھ
اپنے اور کہا پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں یہ آدمی مگر فرشتہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بزرگ۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین)

تفسیر کبیر:

اِنَّمَا اَكْبَرْنَهٗ لِاَنَّهُنَّ رَأَيْنَ عَلَيْهِ نُوْرَ النُّبُوَّةِ وَهَيْئَةَ الْمَلٰئِكَةِ وَهِيَ عَدَمُ الْاِلْتِفَاتِ اِلَى الْمَطْعُوْمِ وَالْمَنْكُوْحِ وَعَدَمُ الْاِعْتِدَادِ بِهِنَّ وَكَانَ الْجَمَالُ الْعَظِيْمُ مَقْرُوْنًا بِتِلْكَ الْهَيْبَةِ وَالْهَيْئَةِ فَتَعَجَّبْنَ مِنْ تِلْكَ الْحَالَةِ فَلَاجَرَمَ اَكْبَرْنَهٗ وَعَظَّمْنَهٗ وَوَقَعَ الرُّعْبُ وَالْمَهَابَةُ مِنْهُ فِيْ قُلُوْبِهِنَّ،،

(تفسیر کبیر ص ۲۲۴ جلد پنجم مطبوعہ مصر)

ترجمہ:

"یعنی ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لیے بڑا سمجھا کہ آپ کے اوپر نورِ نبوت اور علاماتِ رسالت اور انکساری اور حشمت دیکھی۔
اور ہیئتِ ملکیت بھی مشاہدہ کی۔ اور وہ کھانے پینے کی طرف عدم التفات تھی۔ اور اس ہیبت اور ہیئت کے ساتھ ساتھ جمال عظیم بھی مقرون تھا۔ لہٰذا وہ عورتیں حیران ہوگئیں۔ اس لیے آپ کو بڑا سمجھا۔ عظمت کی وجہ سے رعب اور ہیبت دلوں میں سما گئی اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

یعنی ان عورتوں کو حضرت میں دو چیزیں نظر آئیں۔ جمال عظیم اور سیرت ملکیہ طاہرہ مطہرہ۔ پس حسن موجب حبّ شدید ہوا۔ اور سیرت ملکیہ موجبِ عدم وصال لہٰذا وہ عورتیں محبت اور حسرت میں سرشار ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹھیں۔

تفسیر عرائس البیان جلد اوّل ص ۴۲۱ مطبوعہ نولکشور میں اسی آیت "ولما رأینہ اکبرنہ" کے ماتحت لکھا ہے۔ کہ

تفسیر عرائس البیان:

عَظَّمْنَہٗ بِعَظَمَتِ اللّٰہِ وَ هِبْنَ مِنْهُ وَ اَحَارِيْنَ فِي وَجْهِهٖ نُوْرَ هَيْبَةِ اللّٰهِ

(تفسیر عرائس البیان جلد اول ص ۴۲۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:

کہ انہوں نے اس کو بوجہ عظمت خداوندی بڑا سمجھا۔ اور آپ کے چہرے میں جب ہیبت اللہ کا نور دیکھا تو ہیبت میں آگئیں۔

وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ ذَالِكَ مِنْ اِسْتِغْرَاقِهِنَّ فِيْ عَظَمَتِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ۔

ترجمہ:

کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے خدائی عظمت اور جلال میں مستغرق ہو کر۔

آیت ہذا سے معلوم ہوا۔ کہ فرطِ محبت میں اپنے ہاتھوں کو چھریوں سے زخمی کرنا دلیل محبت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ علامت لکھ کر اس کی کوئی رد موجود نہ ہونا اس کے دلیل محبت ہونے پر دال ہے۔ لہذا جو نوجوان محبت حسین علیہ السلام میں زنجیر کا ماتم کرتے ہیں۔ ان کی محبت میں کیوں شک کیا جاتا ہے۔ کیا کربلا کا واقعہ اور فرزند رسول کا قتل بنی زادیوں کی اسیری محیر العقول نہیں۔ اس میں اگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی شخص حیران ہو کر نعرہ زنی کرے۔ تو تعجب کیا؟ اپنے محبوب کے مصائب سن کر خود کو مبتلائے مصائب کر لینا کمالِ محبت ہے۔ چنانچہ عاشقِ رسول حضرت اویس قرنی کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

سیرت حلبیہ

وَقَالَ وَاللّٰهِ مَاكُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى كُسِرَتْ رُبَاعِيَّتِيْ الخ۔

(سیرت حلبیہ جلد دوم ص ۲۸۱)

ترجمہ:

کہ حضرت اویس قرنی نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم صرف حضور رسالت مآب کے دانت ہی نہیں توڑے گئے۔ حتیٰ کہ میرے بھی توڑے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہی زخمی نہیں ہوا۔ بلکہ میرا بھی زخمی ہوا ہے۔

اب یہ ظاہر ہے۔ کہ اویس قرنی ظاہراً تو شاملِ جہاد ہوئے نہیں۔ یہ دانت کیسے زخمی ہوئے۔ چہرہ کیسے زخمی ہوا۔ اور کس نے کیا؟ اگر یہ سب کچھ اویس قرنی نے خود کیا ہے۔ تو غمِ محبوب میں کیا کیا جائز ہوگا؟ (براہین ماتم ص ۹۵)

جواب:

شیعہ لوگ جب اپنے مبلغ اعظم کی یہ دلیل پڑھتے ہوں گے۔ تو خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوں گے۔ اور نعرہ زنی کے بغیر نہ رہ سکتے ہوں گے۔ لیکن درحقیقت اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں۔ جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مروجہ ماتم سے تعلق رکھتی ہو۔ اس لمبی چوڑی دلیل کا خلاصہ مندرجہ ذیل تین امور ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱ - حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی ہیبت سے مصری عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔

۲ - حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال اور سیرت ملکیہ کو دیکھ کر حبِ شدید کی وجہ سے آپ کا وصال حاصل نہ کر سکیں۔ تو حسرت سے انہوں نے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

۳ - حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہونے کی وجہ سے حضرت اویس قرنی نے فرطِ محبت میں اپنے تمام دانت شہید کر دیئے۔

لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ اگر مصری عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال و سیرت ملکیہ سے محبت کی وجہ سے ہاتھ کاٹ سکتی ہیں۔ اور حضرت اویس قرنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں اپنے سارے دانت شہید کر سکتے ہیں۔ تو ہم شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی بنا پر زنجیر زنی کیوں نہیں کر سکتے۔

امرِ اول کی تردید

اگر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت وہیبت کی وجہ سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ تو ہاتھ کاٹنے کا سبب یا علت "ہیبت وعزت" ہوئی۔ تو ہم شیعہ لوگوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہیبت پر انہیں یہ قانون یاد نہ آیا۔ نہ کبھی شیعہ نے ان کی ہیبت کی وجہ سے کبھی زنجیر زنی کی۔ چلو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہیبت سے یہ قانون جاری ہوا۔ تو پھر قانون کی جامعیت یوں ہو گی۔ جب کسی کی عظمت وہیبت دل میں آجائے۔ تو اس وقت زنجیر زنی شروع کر دی جائے۔ چاہے وہ ہیبت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی ذاکر یا شیعی مجتہد ہی کی کیوں نہ ہو۔ اس قانون پر عمل پیرا ہونے سے وہ شیعی۔ ذاکر اور مجتہد بھی راضی ہو جائے گا۔ کہ میری محبت میں میرے چاہنے والے زنجیر زنی کر رہے ہیں۔ پھر لطف کی بات یہ ہے۔ کہ مصری عورتوں نے ہیبتِ یوسف کی وجہ سے کاٹ دیئے۔ اور شیعہ لوگ مظلومیت حسین پر زنجیر زنی کرتے ہیں۔ ان دونوں میں کیا مناسبت ہے۔ ہاں یہ ضرور مناسبت نظر آتی ہے۔ کہ اُن عورتوں کو حسنِ یوسف پسند آیا۔ اور خوشی میں اس قدر بے شدھ ہوگئیں۔ کہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ اور پتہ نہ چلا۔ اِدھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزیدیوں نے جب شہید کر دیا۔ تو اس سے انہیں اتنی خوشی ہوئی۔ کہ فرطِ محبتِ شہادتِ حسین میں جھوم گئے اور اپنی پشتوں پر زنجیریں مار کر لہو کی بوندیں نذرانہ کرنے لگے۔ اور اللہ کا شکریہ بجا لائے۔ کہ ہماری مُراد پوری ہوئی۔ ہمارے خطوط نے رنگ دکھایا۔ ہم نے بہت اچھی مہمان نوازی کی۔ و لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

امر دوم کی تردید

حضرت یوسف علیہ السلام کا وصال حاصل نہ ہو سکا۔ تو مصر کی عورتوں نے اس حسرت پہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

کیونکہ انہیں وصلِ یوسف کی شکل میں اپنی خواہشات کی تکمیل کرنا تھی۔ وہ نہ ہو سکی۔ تو بتایئے۔ کہ مروجہ ماتم کو اس حسرت سے کیا نسبت ہے؟ مجھے تو کوئی ایسی مناسبت نظر نہ آسکی۔ جو ان دونوں میں مشترک ہو۔ ہاں اس مقام پر بھی ایک وجہ مشترک بن سکتی ہے۔ وہ یہ کہ اُن عورتوں نے خواہشات نفسانیہ کی تکمیل نہ ہونے کی بنا پر ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اور تم شیعہ لوگوں کو ہر زمانہ میں ایک حسرت باقی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ یہ کہ کاش! امام حسین رضی اللہ عنہ ہمارے زمانہ میں ہوتے۔ اور ہم انہیں اپنے پاس بلاتے۔ ہزاروں خطوط لکھ کر انہیں آنے پر مجبور کرتے۔ پھر جب آجاتے۔ تو ہم ان کا کھانا پینا بند کر دیتے۔ پھر ان کے ساتھیوں کو شہید کرتے۔ آخر میں امام کو بھی جامِ شہادت پینے پر مجبور کر دیتے۔ لیکن یہ سب کچھ تو ہمارے آباؤ اجداد کر گئے۔ ثواب جزیل وہ کما گئے۔ دنیا میں نام وہ پیدا کر گئے۔ تاریخ میں اُن کی باتیں رقم ہو گئیں۔ ہائے افسوس! وائے حسرت! ہماری قسمت میں یہ محرومی کیوں تھی۔؟ یہی حسرت جب ذرا جوش مارتی ہے۔ تو زنجیریں اٹھتی ہیں۔ اپنی ہی پشتوں پر برستی ہیں۔ اور منہ سے حسرت کا اظہار ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ ہائے حسین۔ ہائے حسین! تم ہمارے دور میں کیوں نہ ہوئے۔ یا ہم اس وقت کیوں نہ تھے؟ پھر جب حسرت کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ تو چار دن نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ حسرت واقعہ کربلا کے بعد منتقل ہوتی رہی۔ اور منتقل ہوتی رہے گی۔ خدا جانتا ہے۔ اس بے وقوف قوم کو کب سمجھ آئے گی۔؟

خواہشات نفسانیہ کی تکمیل نہ ہونے کی بنا پر مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹے اس کا ثبوت ایک شیعی تفسیر سے ملاحظہ ہو۔

منہج الصادقین

(وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ) و بریدند دستہائے خود را یعنی در آں وقت کہ گوشت یا ترنج می بریدند۔ چوں چشم ایشاں بر جمال یوسف افتاد بے خود شدہ کارد بر دستہائے خود نہادہ می بریدند۔ و گمانِ ایشاں آں بود۔ کہ گوشت یا ترنج می بریدند۔ و اصلاً الم آں را احساس نکردند و مروی است۔ کہ زلیخا ہر یکے را ترنجے و کاردے بداده۔ و گفت چوں

https://ataunnabi.blogspot.com/

برشما گزرکند۔ شما ہریک پارۂ ایں ترنج ببرید وبوی دہید۔ چوں یوسف
بمجلس ایشاں محو جمال او شدہ ومدہوش شدند۔ ودستہائے خود را
بجائے ترنج بریدند۔ وازغایتِ تحیر اصلاً اثرے درخود نیافتند وگفتہ اند
کہ "اکبرن"، بمعنی "حضن" است۔ ماخوذ از اکبرت
المراۃ اذا حاضت لانہا تدخل الکبر بالحیض)
یعنی از شدت شوق وفرطِ شہوت حائض گشتند۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد پنجم صفحہ نمبر ۳۷
زیرآیت وقطعن ایدیھن سورۃ
یوسف)

ترجمہ:

زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یعنی اس وقت جبکہ وہ گوشت یا پھل کاٹ رہی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھا۔ تو بے خود ہو کر چھریاں اپنے ہاتھوں پر رکھ کر ہاتھوں کو کاٹنے لگیں۔ اوران کا گمان یہ تھا۔ کہ وہ گوشت یا پھل ہی کاٹ رہی ہیں ہاتھ کاٹنے کا درد بالکل انہیں محسوس نہ ہوا۔

مروی ہے۔ کہ زلیخا نے ان عورتوں میں سے ہر ایک کو پھل اور چھری پکڑائی اور کہا جب یوسف تمہارے پاس سے گزریں۔ تو تم میں سے ہر ایک پھل کا تھوڑا سا ٹکڑا کاٹ کر انہیں پیش کرے گی۔ لیکن ہوا کیا۔ کہ جب حضرت یوسف کا ان کے پاس سے گزر ہوا۔ تو وہ آپ کے حسن وجمال میں اتنی بے خود ہو گئیں۔ کہ پھل کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے۔ اور انتہائی حیرانی کی وجہ سے انہیں ہاتھ کاٹنے کا قطعاً درد محسوس نہ ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس مقام پر یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ "اکبرن" کا معنی "حضن" ہے۔ جو "اکبرت المراۃ اذا حاضت" سے ماخوذ ہے۔ اس طرح معنی یہ ہوگا۔ کہ وہ عورتیں انتہائی شوق اور فراوانیٔ شہوت سے حالت حیض میں ہوگئیں۔ یعنی انہیں حیض آگیا۔

ملا فتح اللہ کاشانی شیعی سے نقل شدہ تفسیر کے پیش نظر اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر کی نفسانی خواہشات میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ اور شہوت زوروں پہ آگئی۔ جس سے انہیں حیض آگیا۔ اور اس کیفیت میں انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ ویسے اس تفسیر کا کوئی تُک نظر نہیں آتا۔ کہ حسن یوسف نے تو یہ کرشمہ دکھا دیا۔ کہ ان عورتوں کو حیض آگیا لیکن ہاتھ کس بنا پر کاٹے۔ اس کی وجہ نظر نہیں آتی۔ بہر حال چلو جیسا مفسر ویسی تفسیر ہم اس تفسیر کو مروّجہ ماتم کرنے اور زنجیر زنی سے ملاتے ہیں۔ (کیونکہ مولوی اسماعیل گوجروی نے اسی آیت سے زنجیر زنی ثابت کی ہے۔)

مناسبت یہ ہوگی۔ یا ہونی چاہیئے۔ کہ جس طرح ان مصری عورتوں کو حسنِ یوسف کے نظارہ کی وجہ سے حیض آگیا۔ اور بے خود ہو کر ہاتھ کاٹ لیئے اسی طرح شیعہ لوگوں کو عموماً اور ان کی باکرہ عورتوں کو بالخصوص امام حسین کا حسن وجمال دیکھ کر غلبہ شہوت سے حیض آجانا چاہیئے۔ اور پھر پہلے سے ہاتھوں میں تھامی ہوئی چھریوں سے ماتم کرنا شروع کر دیں۔

اس واقعہ کا ایک اور رُخ بھی ہے۔ جس کا شیعوں سے گہرا تعلق ہے۔ اور حقیقی مناسبت ہے۔ وہ یہ کہ زنانِ مصر فاحشہ عورتیں تھیں۔ انہوں نے حضرت یوسف کے حصول کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔ جس کی بنا پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ۔

ترجمہ:

یعنی اے میرے پروردگار! مجھے قید خانہ میں جانا اس سے کہیں بہتر ہے۔ جس کی طرف یہ عورتیں مجھے بلانا چاہتی ہیں۔

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے ان عورتوں کے بُرے ارادے سے اللہ کی پناہ مانگی۔ اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ماتم اور زنجیر زنی وغیرہ کو بُرا جانتے ہیں۔ اور ان کاموں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جس کی واضح دلیل یہ ہے۔ کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب کو دیکھا۔ کہ وہ آپ کی جدائی میں ماتم کرنا چاہتی ہیں۔ تو آپ نے ان کو جو حکم دیا۔ اس کو شیعہ مصنف شیخ مفید نے یوں نقل کیا۔

ارشاد شیخ مفید:

فَقَالَ لَهَا یَا اُخَیَّةُ لَا یُذْهِبَنَّ حِلْمَكِ الشَّیْطٰنُ .... وَقَالَ لَهَا یَا اُخْتَاهُ اِتَّقِی اللّٰهَ وَتَعَزِّیْ بِعَزَآءِ اللّٰهِ۔

(ارشاد شیخ مفید ص ۲۲۲ فی مکالمۃ الحسین مع اختہ زینب)

ترجمہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے پیاری بہن! تیری بردباری اور ہمت کو کہیں شیطان نہ لے جائے۔ اور کہا۔ اے بہن! خوفِ خدا کرو۔ اور ایسی تعزیت کرو۔ جس کی اللہ نے اجازت دی ہے۔

(یعنی منہ پر طمانچہ مارنا سینہ کوبی کرنا اور زنجیر زنی وغیرہ ایسے افعال ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو مصیبت کے وقت شیطانی داؤ ہوتا ہے۔ جن کے ذریعہ وہ صابر و شاکر آدمی کو اپنے دام میں لانا چاہتا ہے۔ اس کے برخلاف آنکھوں سے آنسو بہہ نکلنا اور صبر و شکر کرنا سنت نبوی ہے۔ اور اللہ کی طرف سے اس کی اجازت ہے۔ لہٰذا اس سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مروجہ ماتم سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ کو شیطانی فعل سمجھتے تھے۔ اور اپنی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اس سے بچنے کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ اسی طرح ان لوگوں سے جو اس قسم کی خرافات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو نہ ان لوگوں سے کوئی تعلق اور نہ ہی ان کے شیطانی افعال سے کوئی واسطہ ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

تیسرے امر کی تردید

شیعہ مبلغ اعظم نے مروجہ ماتم کو ثابت کرنے کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دانت اکھاڑ پھینکنے کو بطور حجت پیش کیا۔ اور زنجیر زنی سے اس کا قلابہ ملا یا۔ اس امر میں پہلی بات یہ ہے۔ کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر وہ فعل جو جسم انسانی کے لیے مضر اور اسے بدنما کر دینے والا ہو۔ وہ حرام ہے۔ مثلاً شراب، بھنگ اور کسی کے عضو بلاوجہ شرعی کاٹ دینا (جسے مثلہ کرنا کہتے ہیں) اس لیے اہل سنت وجماعت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دانت اکھاڑ پھینکنے والی روایت کو منکر اور غیر مقبول سمجھتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق دانت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکھاڑنے والی روایت کو اگر کوئی بڑے سے بڑا شیعہ سند صحیح غیر مجروح سے ثابت کر دے۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام پائے۔ لیکن شیعہ ذاکرین و مجتہدین بمع مبلغ اعظم کوئی بھی ایسی روایت پیش نہ کر سکے گا۔ جس کی سند صحیح اور غیر مجروح ہو۔

نقل کرو تو پوری نقل کرو

چلو ہم بالفرض اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا۔ اور تم بھی "اویسی" بننا چاہتے ہو۔ تو اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے۔ کہ حضرت اویس قرنی نے جب سنا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید کر دیئے گئے۔ تو انہوں نے اپنے سارے دانت اکھاڑ باہر پھینکے۔ تو جب اے اہل تشیع! تمہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں علم ہوا۔ کہ یزیدیوں نے آپ کا سر قلم کیا۔ پھر اُسے نیزے کی نوک پر چڑھایا۔ تو تم بھی از روئے عقیدت و محبت اپنے میں ایک دوسرے کے سر کاٹتے اور نیزوں کی نوک پر چڑھاتے۔ اگر تمام شیعہ ایسے نہیں کر سکتے۔ تو تقریبِ ماتم اور زنجیر زنی کو کامیاب بنانے کے لیے کم از کم ایک شیعہ ہی اپنے سر کا نذرانۂ عقیدت بارگاہِ حسینی میں پیش کر دیا کرتا۔ اور اُسے کربلا گامے شاہ تک جلوس تعزیت کی شکل میں لے جایا جاتا۔ تو ہم بھی مان لیتے۔ کہ واقعی "اویسی" سنت ادا ہو رہی ہے۔ اور محبت کا عظیم اظہار کیا جا رہا ہے۔ بصورت دیگر۔ ہم یہ کہیں گے کھیر کھانے والے مجنوں تو بہت مل جاتے ہیں۔ اور وہ تم ہو۔ خون دینے والے کوئی اور ہی ہوں گے۔

بعض بھولے بھالے سنیوں کو یہ دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ان مخصوص دانتوں کا علم نہ تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کر دیئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئے۔ تو انہوں نے شک کی بنا پر سارے ہی دانت اکھاڑ باہر پھینک دیئے۔ اس لیے ہمیں بھی (شیعوں کو) یقین سے معلوم نہیں۔ کہ امام مظلوم کو تلواروں کے زخم کہاں کہاں آئے۔ لہٰذا ہم اپنے پورے جسم پر چھریاں مارتے ہیں۔ ان شیعوں سے آپ گزارش کریں۔ کہ چلو تمہاری بات مان لیتے۔ کہ امام مظلوم پر برسنے والی تلواروں کے زخم معین طور پر تمہیں معلوم نہ تھے۔ لیکن اس بات کا تو تمہیں یقینی علم ہے۔ کہ آپ کا سر انور جسم اطہر سے جدا کیا گیا۔ اور اسے ظالموں نے نیزے کی نوک پہ بلند کیا۔ تو پھر تم شک پر کیوں مرتے مارتے ہو۔ یک پر مرو مارو۔ گردین کاٹو۔ انہیں سر بازار بانس پہ چڑھاؤ۔ اور پھر "عشقِ اویس قرنی" کا الاپ الاؤ۔ لیکن بات بنانی اور ہے۔ اور کر کے دکھانی چیزے دیگر است۔

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار الخ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari